

دعواتِ عبدیتِ حق

قوموں کی تباہی کا سبب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے

از ارشادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم واصلتہم دارالعلوم حقانیہ

”دعواتِ عبدیتِ حق“ کے عنوان سے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ کے خطبات جمعہ اور دیگر مراعات کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے۔ ذیل کی تقریر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے بروز جمعہ ۱۹ محرم ۱۴۰۵ھ بمطابق ۱۸ مئی ۱۹۸۵ء نماز جمعہ سے قبل ارشاد فرمائی جسے شعبہ تصنیف و تالیف دارالعلوم نے مرتب کیا۔

(ادارہ)

بسم الله الرحمن الرحيم

نعمه ونصلي على رسوله الكريم

فَمَا لِقَضِيهِمْ مِّثْلًا قَمُّ لَعْنَاهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً
يَجْرَتُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ وَنَسُوحًا مِّمَّا
دُكِّرُوا بِهِ الْآيَةُ

اما بعد

بنی اسرائیل پر خدا کی رحمتوں کی بارش
اس آیتِ کریمہ میں خداوند تعالیٰ ایک قوم کا ذکر فرماتے ہیں، جو نہ صرف اپنے زمانے بلکہ دنیا کی تاریخ میں بے نظیر تھی۔ خداوند کریم کا اس کے بارے میں ارشاد ہے۔ وفضلناہم علی العالمین۔ اس وقت کی روئے زمین پر رہنے والی اقوام پر ان کو فضیلت دی گئی تھی۔ میری مراد بنی اسرائیل سے ہے۔ بنی اسرائیل کا معنی ”محبوب“ ہے۔ حضرت یعقوب

کے بارہ بیٹے تھے ان کو خداوند تعالیٰ نے بڑی ترقی دی تھی۔ قرآن مجید میں ان کی تاریخ موجود ہے۔ ایک قوم تب ترقی کر سکتی ہے جب وہ اپنے مالک اور خالق کے راہنی کرنے کے کام میں لگ جائے اسے خداوند تعالیٰ زندگی دیتا ہے اور ترقی بھی۔ حضرت یعقوبؑ کی اولاد کی ابتداء بھی بڑی تکلیفوں سے ہوئی۔ جب انہوں نے خدا تعالیٰ کے قوانین کی پیروی کی اور انبیاء کا اتباع کیا تو خداوند تعالیٰ کی رحمت ان پر متوجہ ہوئی بادشاہت اور دولت ان کے ہاتھ میں آئی۔ انبیاء ان کے خاندان میں مبعوث ہوئے علماء ان کے ہاں پیدا ہونے لگے ہر طرح کی دولت و شوکت انہیں حاصل ہوئی۔ جسم اور صحتیں تندرست و توانا ان کو عطا ہوئیں۔ مگر جب حکومت و دولت کے غرور و نشہ میں احکام خداوندی سے روگردانی کی گئی بازار شہروں اور آبادیوں میں شر و فساد پھیلانے لگے۔ میہ، ٹھیلے، تماشے عیاشی و زنگا فساد، قتل و قتال ان کے محبوب مشغلے بنے تو خداوند تعالیٰ نے اس قوم سے اپنی رحمت ہٹا دی۔

اولئک لعنہم النار۔ ان لوگوں کے لئے عذاب نار ہے۔

انکی نافرمانی اور سرکشی بنی اسرائیل نے اپنے مذہب سے انکار نہیں کیا تھا۔ مرتد نہیں ہوئے۔ مذہب مانتے تھے۔ پیغمبر مانتے تھے۔ لا الہ الا اللہ موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ بھی پڑھتے تھے مگر کام مذہب کا نہیں کرتے تھے۔ قوانین شرعی نہیں مانتے تھے ان کے تمام اعمال خواہشات کے تابع تھے۔ دل میں آیا تو زکوٰۃ دی، نماز پڑھی ورنہ نہیں۔ دل میں آیا مسلمان کی ہمدردی کی ورنہ اسے قتل کر دیا۔ اور جب خواہش ہوئی تو زنا کاری، سود خوری، چوری، ڈاکہ زنی کو اختیار کیا۔ انہوں نے مذہب سے کفر و ارتداد نہیں اختیار کیا۔ مگر عہد خداوندی کی ایفادہ کی۔

الذین یعتقدون عہد اللہ و یقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل و یفسد و من فی الاصل و اولئک ہم الخسرون۔ جو توڑتے ہیں خدا کے معاہدہ کو معینہ کر کے بعد اود قطع کرتے ہیں اس چیز کو جس کو اللہ نے فرمایا مانتے کو اور فساد کرتے ہیں ملک میں وہی ہیں ٹوٹنے والے۔ (مومنین القرآن)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے ساتھ ملو تو یہ شیطان سے ملے۔ خدا نے فرمایا پیغمبر سے ملو تو یہ خواہشات کے تابع ہوئے۔ اللہ نے فرمایا کہ مسلمانوں سے ملو تو وہ کھنڈار سے ملے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا بھائی سے حسن سلوک کرو، انہوں نے اسے دشمن بنایا۔ غرض خدا نے جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم دیا انہوں نے اسے منقطع کیا۔ اور جس سے انقطاع کا حکم دیا اسے جوڑ دیا اور خدا سے کئے ہوئے سب وعدے توڑ ڈالے۔ تو جب ایک قوم کی یہ حالت ہو تو خدا کی رحمت کب ساتھ رہ سکتی ہے؟ کیا تم اس خادم اور غلام کو روٹی دے سکتے ہو؟ جو تمہارا ہر حکم توڑتا ہو تم اسے ایک کہو وہ دوسری کہتا رہے، نہیں۔ بلکہ آپ اسے زکری سے الگ کر دیں گے گھر سے نکال دیں گے تو ایک قوم کو بادشاہت کیوں نہ ملی ہو مگر جب وہ اپنے ایمان و اعتقاد کے خلاف عمل کے میدان میں جھوٹی ہو تو خدا اسے ذلیل کر دیتا ہے۔ ہم ہر نماز کی ہر رکعت میں ایاک نعبد پڑھتے ہیں۔ اور گویا پکا وعدہ اللہ تعالیٰ سے اس کی بندگی کا کرتے ہیں۔ اور پھر اسی نماز ہی میں اس عہد کو توڑ دیتے ہیں۔ اگر موقع ملا تو کسی کا رومال کسی کا جوتا بغل میں دبا کر لے جائیں گے۔

میرے بھائیو! اللہ کا قانون یہ ہے کہ جب ایک قوم مسلمان کہلائی تو لازماً اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور تابعداری رہے گی، اسلام کا معنی ہی تابعداری اور انقیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام بجالائے گی، تب اللہ تعالیٰ بھی ان کے ساتھ ہوگا۔

ویرزقہ من حیث لا یحسب اور روزی دے اس کو جہاں سے اس کو

خیال بھی نہ ہو۔ (موضع القرآن)

آلیہ۔

نصرتِ خداوندی کے ثمرات
جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ ہو جائے تو پھر دریاؤں پر ان کا حکم چلتا ہے۔ اور انہیں راستہ چھوڑ دیتے ہیں۔ صاف آسمان کو اشارہ کر دیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بادشہ برسنے لگے، سمندر تک کے سینے پر قدم رکھ کر بجفا ظمت گزرتے ہیں۔ تاہیخ اس کی شاہد ہے۔ غالباً قبرص کے علاقہ میں مسلمانوں کی راہ میں ایک جنگل حائل تھا۔ اسلام کے پھیلانے کے لئے یہاں سے فوجوں کے گزرنے کی ضرورت تھی۔ مگر جنگل شہیر، درندوں، اور سانپوں سے بھرا ہوا تھا۔ لوگوں نے انہیں جنگل سے گزرنے سے منع کیا۔ مگر صحابہ کرامؓ کے امیر نے ایک اونچے ٹیلے پر چڑھ کر آواز دی اسے سانسپ اور درندہ اور بھیڑیو آگاہ ہو جاؤ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ اور اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے یہاں آئے ہیں۔ انہیں اپنی مرضی سے اس علاقہ کو خالی کر دو

درد پھر جو خدا کا حکم ہو ہم دہی کریں گے۔ روایت ہے کہ سانپ، شیر، اور سب درندے ریوڑ کے ریوڑ جنگل سے بھاگ نکلے اور راستہ صاف کر دیا، جنگل خالی ہو گیا۔ یہ تھے مسلمان حضرت، حق کی حمایت و نصرت حق کے ساتھ تھی۔

رضائے خداوندی کیلئے محنت کی ضرورت

میرا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کے بندوں پر مصائب نہیں آتے۔

خدا کے بندوں پر تکالیف بھی آتی ہیں۔ مگر وہ تکالیف تکالیف نہیں ہوتیں درحقیقت وہ مسلمانوں کے لئے ترقی کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اور اللہ کے بندوں کو ان تکالیف سے عدم نہیں ہوتا۔ بلکہ خوشی ہوتی ہے۔ یہ کارخانے ہیں مزدور اس میں آٹھ آٹھ گھنٹے مزدوری اور زحمت اٹھاتے ہیں۔ تب تنخواہ ملتی ہے۔ اور کبھی کبھی وقت سے زائد بھی کام کرتے ہیں۔ تاکہ مزید تنخواہ مل جائے۔ پسینہ چھوٹا ہوتا ہے۔ محنت و مشقت میں لگا رہتا ہے۔ مگر اسے اس حالت میں خوشی ہوتی ہے۔ اگر کوئی اسے دیکھ کر دعا کرے کہ خدا مجھے اس مصیبت سے نجات دے تو وہ خوش ہونے کی بجائے اس کا دشمن ہو جائے گا۔ کہ مجھے اتنی محنت سے نوکری ملی ہے۔ اور یہ اس کے چھوٹنے کی دعا کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب کل مجھے چار سو روپے تنخواہ ملے گی اور تمہاری جیب میں خاک ہوگی تب تمہیں اسی محنت اور مشقت کی قدر آئے گی۔ گویا قیامت کے دن ان بے کار اور بد اعمال لوگوں کو اپنے خسار سے اور بربادی کا اندازہ ہوگا۔ جب دنیا میں محنت اور مزدوری کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ انعام و ثواب سے مالا مال کرے گا۔ اصغافاً مضاعفاً اجر دیگا۔ ایسی مصیبتیں جو درحقیقت راحتیں ہوتی ہیں، افراد پر آتی ہیں۔ ساری قوم پر نہیں۔ ساری قوم پر مصیبت تب آتی ہے جب قوم کی اکثریت بے دین ہو جائے۔ پھر اجتماعی آفات اور مصائب آجاتے ہیں۔ نعمت چھن جاتی ہے۔ اس لئے کہ قوم نے رب سے وعدہ توڑ دیا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل نے وعدہ توڑ دیا تو ذیل کر دئے گئے۔ بڑے بڑے انبیاء اور لقمان حکیم جیسے حکماء اطباء سب ان سے چھن گئے۔

نبأ مقتضهم میثاقہم لعناہم۔ بنی اسرائیل کے عہد توڑنے پر ہم نے ان پر لعنت کی (تورہ)

بھائیو! تم لا الہ الا اللہ کہہ کر ہر مرتبہ اللہ تعالیٰ کی

امداد خداوندی کی ایک مثال

بندگی سے وعدے کر کے ہو۔ اور اسے روزانہ

توڑتے ہو تو خدائے تعالیٰ نے بھی اپنی رحمت اور مدد تم سے روک دی۔ اب دنیا میں کوئی علاج ہمارے زوال اور بیماری کا نہیں رہا کل ایک حدیث پڑھا رہا تھا۔ حجت بن اخطب بزرگ اور لسان آدمی تھا۔ مسلمانوں کے خلاف اس نے قریش کو ابھارا۔ غطفان قبیلہ کو امداد دے کر جو عرب بھر میں بہادر اور جنگجو قبیلہ تھا یہود کو ابھارا جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جنگ نہ لڑنے کے وعدے بھی کئے تھے۔ مگر حجتی عباد و گروہ شخص تھا۔ ایک پاؤں پھرا اور لوگوں کو اکٹھا کیا۔ ایک روایت کی بنا پر ۲۴ ہزار کفار مسلمانوں کے خلاف اس نے جمع کئے اور کم از کم روایت دس ہزار کی تعداد کی ہے۔ مدینہ منورہ جو اس وقت ایک چھوٹا سا قصبہ تھا کہ چاروں طرف سے گھیر دیا۔ ہر طرف سے محاصرہ ہوا۔ ارادہ ان لوگوں کا یہ تھا۔ کہ مسلمانوں کا نشان ہی نہ رہے۔ مسلمانوں پر ایسی حالت کہ زندہ درگور خندقوں میں گھومتے پھرتے اور اتنے گہرے خندق کہ زمین کی تری تک کھودے گئے تھے اور ۲۴ ہزار تیر انداز درگروں پر جمع ہیں۔ چونتیس^{۳۴}۔ پچیس^{۳۵} دن کفار نے محاصرہ رکھا۔ مسلمان سوچوں سے مدافعت کرتے اور تیروں سے انہیں روکتے کفار تنگ آ گئے۔ ان میں بعض بہادر بھی تھے جو تیروں سے بے پردہ ہو کر گھوڑوں پر بیٹھ کر خندق پر چڑھ آتے۔ مگر حضرت علیؑ و حضرت عمرؓ جیسے بہادر خندقوں ہی میں گھوڑوں سمیت ان کا کام تمام کر دیتے عرض رحمت خداوندی شامل ہوئی۔ آندھی آئی اور کفار بھاگ اٹھے۔ محاصرہ ختم ہوا۔ اب مدینہ کے اطراف کے یہود وعدہ خلافی کی سزا بھگتے لگے۔ حجت بن اخطب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا۔ اس نے کہا میں دو باتیں عرض کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ میں نے جو کچھ کیا اور تمام لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا۔ اس پر پشیمان نہیں ہوں اور نہ معافی کا خواستگار نہیں ہوں۔ نیز یہ تو اس نے خدا اور عناد کی بات کی۔ دوسری بات یہ کہی کہ یا رسول اللہ اگر خدا تعالیٰ کسی کی مدد نہ کرے تو کوئی اس کی مدد نہیں کر سکتا۔ اور جن کی مدد خدا کرتا ہے تو کوئی ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ میں نے سارے کافروں کو اکٹھا کیا۔ مگر آج خود تمہارے سامنے قیدی ہیں کہ کھڑا ہوں۔ آج ہی یہودی ہیں جن سے ساری دنیا تنگ ہے، سمٹ سمٹا کر ایک نقطہ فلسطین پر جمع ہیں وہ بھی اوروں کی مدد اور سہارے سے، خدا نے مسلمانوں کو تحفیہ رسید کرنے کے لئے انہیں مہلت دی ہے۔ کہ مسلمان عبرت پکڑیں، ہوش میں آئیں ورنہ فلسطین کے علاوہ ان کا کوئی علاقہ اور درجہ و مقام نہیں رہے گا۔ غلطی تو سب کرتے

جو بغیر انابت اور توبہ کے ہوتا نہیں۔۔۔ صرف زبانی جمع خرچ سے کام نہیں چلتا کہ مولوی کو رفع آفات کے لئے دعا کا کہہ دیا۔ تم خود اللہ کی دعوت قبول نہ کرو، نہ حسد چھوڑو، نہ بے حیائی اور بے عملی اور صرف مولوی صاحب کی دعا سے کام چلے ایسا نہیں ہو سکتا۔

اس لئے خدا کا ارشاد ہے فلیستجیبوا کہ تم سب اللہ تعالیٰ کی دعوت قبول کرو۔ تب تمہاری دعائیں بھی قبول ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کے قانون کو مان کر اس کے دربار میں آؤ۔ تب رحمت بھی آئے گی۔ بددینی کے تمام کام ترک کرنے ہوں گے۔ تب، ملک کو ترقی اور بقا ملے گی ورنہ اور بھی دل مسخ ہو جائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مایوس ہو کر دعا کی کہ اب ان لوگوں کے دل پتھر کی طرح سخت کر دیجئے کہ توبہ نہ کر سکیں۔۔۔ جس قوم کے دل سخت ہوئے تو سمجھو کہ یہ بہنئی ہیں۔ حدیث میں ہے کہ اس امت میں صحیح مسلمان نہ رہیں تو سمجھو کہ قیامت قائم ہونے والی ہے۔ بیشک قوم میں جو دیندار ہیں انہیں اس کا اجر قیامت میں ملے گا۔ مگر دنیا کا قانون سکافات اکثریت کی تابع ہے۔ دنیاوی عذاب میں سب شامل ہوتے ہیں۔

وَالْقَوُّفُفْتَنَةُ لَا تَصِيبُ الدِّينَ
ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً ط
اور بچتے رہو اس فساد سے کہ نہیں پڑے گا
تم میں سے خاص قانون پر۔ (موضح)

آج کل دو ٹول کا زمانہ ہے اس میں تو اکثریت کا اعتبار کرتے ہو اور دین میں نہیں۔ اگر آج ہم سب مرد و عورت گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے تائب ہوں تو دیکھئے کہ حالات کیسے بدلتے ہیں۔ نہ یہ عذاب ہوں گے نہ طوفان اور سیلاب کی آفتیں۔

اب اخلاص سے دعا فرماؤ کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کفار کے شرور سے محفوظ رکھے اور آسمانی وارضی آفات دور فرمائے۔۔۔ اے اللہ تیری رحمت ہمارے گناہوں سے بڑھ کر وسیع ہے۔ ہمارے گناہوں اور اعمال کی وجہ سے ملک پر عذاب نازل نہ فرما اور اسلام کی پائیدار دولت و نعمت ہمیں نصیب فرما۔ آمین و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

وفا داران مملکت الہی (مومنین) اس وقت تک تلوار نیام میں نہیں ڈالیں گے جب تک باغیوں (کفار) کی قوت کو پاش پاش نہ کر دیں۔ علم شرک کو علم توحید کے سامنے سرنگوں نہ کر لیں اور توحید کا پھر بڑا ساری دنیا میں ہر آنے نہ لگ جائے۔ (حاشیہ سورہ انفال آیت ۳۹۔ از امام المہدی حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام رحمۃ اللہ علیہ)